اور میرے انگریزی ترجمے کے متعلق ایک عالم نے کہا ہے کہ اس کے مقابلے میں پہلے سب ترجمے فرسودہ ہیں---" ہماری رائے میں جو لوگ خدمت دین کے جذبے سے کام کر رہے ہوں' ان کے لیے اس طرح کے دعوے مناسب نہیں۔ بلاادّعا اور انکسار کے ساتھ کام کرنا زیادہ باوقار طریقہ ہے' تاہم مترجم کا یہ اعلان لائق تحسین ہے کہ "ان ترجموں کی اشاعت پر پابندی نہیں"۔ زیرنظر اردو ترجمہ بھی مترجم نے "فی سبیل اللہ تقسیم" کیا ہے۔(ر - ہ)

مضامین شورش' مرتبہ: پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ ناشر: فاتح پبلشرز' یوسف مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۴۰۲۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

آغا عبدالکریم شورش کاشمیری (م: اکتوبر ۱۹۷۵ء) اسلامیان ہند میں ایک ایسا نام ہے' جسے صحافت' سیاست' خطابت' نثرنگاری اور شاعری کے تذکرے سے خارج کرنا' بھلانا' یا نظرانداز کرنا ممکن نہیں ہے۔

پروفیسر محمد اقبال جاوید (گوجرانوالہ) نے اس عظیم شخصیت کے کلام و بیان کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ' نوفصلوں میں مضامین شورش کے صفحات پر اس طرح پیش کیا ہے کہ مطالعے کے بعد قاری کو مطالعہ شورش کی پیاس بے چین کر دیتی ہے۔ پروفیسر محمد منور مرحوم نے بجا فرمایا: "آغا صاحب جس زور کے نثرنگار تھے' اسی شان کے شاعر بھی تھے۔ ان کی گفتگو اور ان کے قلم کی نگارش میں زیادہ فرق نہیں ہوتا تھا"۔ ابھی سن بلوغت کو نہیں پہنچے تھے کہ انگریز استعمار کے خلاف جدوجہد کی پاداش میں جیل بھیج دیے گئے۔ وہ بتاتے ہیں کہ: "جیل نے مجھے انسان بھی بنایا اور میری زندگی میں تلخی بھی پیدا کی۔ لکھنا' پڑھنا' بولنا سب کچھ جیل کے اندر سیکھا۔ وہاں میں نے کتابیں کم پڑھیں انسان زیادہ پڑھے"...... (ص ۷۳)

کتاب سے چند جملوں کا انتخاب پیش کیا جا رہا ہے: "محض کلام اقبال کے مطالعے کا اثر ہے کہ میں کسی حال میں بھی اسلام کے مستقبل سے مایوس نہیں ہوں" (ص ۱۵۴)۔ "میں نے کمیونزم پڑھنا شروع کیا' سچ تو یہ ہے کہ میری ذہنی بنیادیں ہل گئیں' عقیدہ ڈانواں ڈول ہو گیا' [تاہم] مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی الجہاد فی الاسلام کا میں نے جیل میں مطالعہ کیا' بے حد متاثر ہوا اور جب قید سے چھوٹا تو میرا ذہن اعتقاداً مسلمان تھا۔ اس کا عظیم سبب مولانا مودودی کی کتابیں تھیں...... [آج] مسلمان نوجوانوں کی اسلامیت کو جو تھوڑا بہت سہارا مل رہا ہے' اس کی بڑی وجہ جماعت اسلامی کا ادب ہے...... مولانا مودودی واحد شخص ہیں جنھوں نے پاکستان کے ذہنی مواد کو عقلی شاہراہ کا پتا بتایا" (ص ۲۳۶-۲۳۸)۔

شورش کہتے ہیں کہ: ''میرے قلم پر مولانا ابوالکلام آزاد کی چھاپ بہت گہری ہے''۔ اس حوالے سے کتاب کے آخری حصے میں یہ دل چسپ انکشاف ملتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مولانا آزاد جامع مسجد دہلی میں تاریخی خطاب کر رہے تھے تو شورش نے لاہور میں بیٹھے ہوئے اپنی چشم تصور سے خود کو دہلی میں موجود پایا اور پھر آزاد کی ایک تقریر خود لکھ کر اپنے اخبار ''آزاد'' میں چھاپ دی۔ اخبار دہلی پہنچا تو بھارت کے محکمہ اطلاعات نے اُسے طبع کر کے تقسیم کرا دیا۔ مولانا آزاد تقریر دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ پتا چلا یہ شورش کی حرکت ہے' محظوظ ہوئے اور کہا: ''یہ خوش گوار معصیت ہے''۔

شورش کاشمیری' شخصی خاکے لکھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اپنے پیہم رواں قلم اور آبشاروں کی سی روانی سے زندہ اور متحرک لفظوں' تشبیہوں' استعاروں اور مترادفات سے تحریر کو سجاتے اور قاری کے قلب و روح کو سرشار کرتے ہیں۔ اردو نثر کی اس روایت کی وہ آخری کڑی تھے' اور خاتم بھی۔ اب کہاں ایسی تحریر اور کہاں ایسی تحریروں کے قدرشناس۔ پروفیسر اقبال جاوید نے اپنے شوق سے مضامین شورش کو یہ حسن ترتیب عطا کر کے' ایک بڑی خدمت انجام دی ہے۔ (سلیم منصور خالد)

پوشیدہ تری خاک میں' ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ ناشر: دارالتذکیر' رحمٰن مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۲۷۹۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

اندلس' علامہ اقبالؒ کے خوابوں کی سرزمین ہے۔ ۱۹۳۳ء میں انھوں نے لندن سے واپسی پر میڈرڈ' طلیطلہ' قرطبہ' اشبیلیہ اور غرناطہ کا دورہ کیا۔ مسجد قرطبہ کی زیارت کے بعد' اس پر ایک لافانی نظم لکھی ۔

آب روان کبیر' تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے' کسی اور زمانے کا خواب

علامہ اقبالؒ کے ایک مداح اور شیدائی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے قرطبہ میں منعقدہ ''اقبال کانفرنس'' (۱۹۹۱ء) میں شرکت کی۔ اس دوران انھیں اندلس کے تاریخی مقامات اور آثار دیکھنے کا موقع ملا۔ پوشیدہ تری خاک میں......اسی یادگار سفر کی دل پذیر روداد ہے۔

یہ ایک روایتی سفرنامہ نہیں بلکہ اسلامی تہذیب کے ایک اجڑے ہوئے چمنستان کی داخلی اور خارجی دنیا کا دردبھرا رپورتاژ ہے۔ مطالعے کے دوران قاری کو تاریخ' مشاہدہ اور جذبہ باہم معانقہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے زیرنظر سفرنامے میں نشاط' حسرت اور اُمید کے تینوں رنگ نمایاں ہو کر ہمیں بیک وقت ماضی کی جھلک اور مستقبل کے خواب دکھاتے ہیں۔